مدارس دینیہ کے نصاب "درس نظامی" کی تشکیلی بنیادیں

*پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد خان

**ڈاکٹر نیاز محمد

Dars-e-Nizami is a well known term of Muslim educational history of Indo Pak Subcontinent. The ever long chains of Madaris in subcontinent are the branches of this curriculum. No religious scholar is acknowledged as Alim by Islamic seminaries until the confirmation that he is a graduate of Dars-e-Nizami curriculum. This curriculum was framed by Mulla Nizam-ud-Din [died in 1748] in the era of Mughal Empire Aurang Zeb Alamger [1658-1707], however it is still a recognized curriculum of religious education. This paper aims to prove that the Dars-e-Nizami was a refined and developed version of its predecessor's various curriculums that were in vogue in various eras of Muslims rulers in Indo Pak. Accordingly, a curriculum, having such an attribute, requires that the contemporary Islamic educational needs must be incorporated while preparing a religious curriculum.

درس نظامی برصغیر پاک و ہند کی علمی تاریخ اور علمی زبان کا سب سے نمایاں لفظ ہے۔ برصغیر میں آج جس قدر نجی سطح پر دینی تعلیم کے مدارس پھیلے ہوئے ہیں، سب اسی درس نظامی کی شاخیں ہیں۔حد تو یہ ہے کہ ارباب مدارس کے ہاں مذہبی تعلیم کا کوئی ماہر اس وقت تک عالم نہیں مانا جاتا ہے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے اسی طریقہ درس کے موافق تعلیم حاصل کی ہے۔اس نصاب تعلیم کی شہرت کے غلبے کا اثر ہے کہ درس نظامی اگرچہ ہندوستان کے ملا نظام الدین[متوفی: مئی 1748ء] کی طرف منسوب ہے اور اس طرح درس نظامی کا مطلب "نظام الدین کا بنایا ہوا نصاب تعلیم" ہے(۱)۔بعض حضرات کو "نظامی" کے لفظ سے ایک تاریخی غلط فہمی ہو جاتی ہے اور وہ ہندوستان کے درس نظامی کو بغداد کے مدرسہ نظامیہ کا نصاب سمجھتے ہیں(۲)۔ بغداد کا مدرسہ نظامیہ سلجوقیوں کے دور حکومت [۴۲۹ھ۔۵۵۲ھ] کے مشہور وزیر نظام الملک طوسی نے قائم کیا تھا، نظام الملک طوسی ۴۵۶ھ سے ۴۸۵ھ تک سلجوق حکمرانوں کا وزیر رہا۔(۳) تاریخی اعتبار سے درس نظامی کا تعلق بغداد کے مدرسہ نظامیہ سے جوڑنا غلط ہے اس لئے کہ درس نظامی میں شامل بیشتر کتابیں بغداد کے

---

* ڈائریکٹر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی، پشاور

** ڈائریکٹر، سینٹر فار ریلیجس سٹڈیز، کوہاٹ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی

مدرسہ نظامیہ کے بعد ہندوستان میں لکھی گئی ہیں بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے وقت ان کتابوں کا کوئی وجود نہ تھا نیز درس نظامی کا جو انداز تدریس ہے وہ مدرسہ نظامیہ (پانچوں صدی ہجری) کے وقت نہیں تھا۔ مدرسہ نظامیہ میں تدریس کا انداز "املاء" تھا یعنی استاد کسی فن کے مسائل زبانی بیان کرنا شروع کرتا طلباء (جو ہمیشہ دوات وقلم لے کے بیٹھتے تھے) اس بیان کو استاذ کے خاص لفظوں میں لکھتے جاتے تھے اس طرح ایک مستقل کتاب تیار ہو جاتی تھی جو "امالی" کے نام سے مشہور ہوتی تھی۔ جب معمول سے زیادہ طلباء حلقہ درس میں جمع ہو جاتے تھے تو استاذ کے سامنے یا دائیں یا بائیں چند فاضل کھڑے ہو کر دور والوں کو استاذ کے خاص الفاظ سناتے تھے یہ لوگ "مستملی" یعنی املاء کرانے والے کہلاتے تھے۔ برصغیر میں عربی مدارس میں املاء کے بجائے "قرات" کا طریقہ رائج تھا یعنی استاذ کتاب کی قرأت کرتا تھا اور طلباء اسے غور سے سنتے تھے۔ بعض اوقات طالب علم قرأت کرتا تھا اور استاذ سنتا تھا اور تلفظ کی غلطیوں کی تصحیح کرتا اور کتاب کی عبارات کی وضاحت کرتا جاتا تھا۔ مزید برآں اسلامی نظام تعلیم پر لکھی جانے والی کسی بھی مرجع ومصدر کتاب (Reference book) میں نظام الملک کے مدرسہ نظامیہ کے نصاب کے لئے درس نظامی کی اصطلاح ذکر نہیں کی گئی۔ اس طرح درسِ نظامی کو بغداد کے مدرسۂ نظامیہ سے جوڑنا اسلامی نظامِ تعلیم کی تاریخ سے ناواقفیت ہے۔

ہمارا مقصد درس نظامی کے بانی ملا نظام الدین سہالویؒ کے تفصیلی حالات زندگی لکھنا نہیں تاہم یہاں ان چند ضروری امور کو پیش کیا جاتا ہے۔ آپ کو عام طور پر ملا نظام الدین سہالویؒ فرنگی محلی کہا جاتا ہے۔ "ملا" کا لفظ مولانا کے مترادف ہے جس کے معنی آقا اور سردار کے ہیں۔ کسی بھی عالم کے لئے احترام کے طور پر "ملا" کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا چنانچہ کئی جید علماء کے ناموں کے ساتھ ملا کا لفظ ہمیں کتابوں میں نظر آتا ہے۔ تاہم یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں بعد ازاں جب "ملا" کا لفظ بطور تحقیر استعمال کیا جانے لگا تو ہندوپاک میں علماء اپنے تحریروں میں "ملا" کے لفظ کی بجائے "مولانا" کا لفظ استعمال کرنے لگے۔

ملا نظام الدین کے نام کے ساتھ کبھی کبھی "فرنگی محل" بھی لکھا جاتا ہے۔ فرنگی محل ہندوستان کے مشہور شہر لکھنو میں ایک رہائشی علاقے کا نام تھا جو مغل بادشاہ جہانگیر [1658-1707] نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معاہدہ کے تحت دیا تھا، جہانگیر اس زمانے میں کسی بیماری میں مبتلا ہوا تو کئی مقامی طبیبوں نے اس کا علاج کیا لیکن صحت یاب نہ ہوا۔ ایک انگریز ڈاکٹر کے علاج سے شفایاب ہوئے۔ اس پر جہانگیر نے خوش ہو کر پوچھا کہ کیا چاہیے؟ ڈاکٹر نے کہا کہ میری قوم کے کچھ لوگ یہاں لکھنو میں تجارت کے لئے آئے ہیں ان کو بعض

اوقات مشکلات پیش آتی ہیں اس لئے آپ ان کو تجارت کی آزادانہ اجازت دے دیں اور رہائش اور تجارتی امور میں مناسب مراعات بھی جاری فرمادیں۔ اس پر جہانگیر نے شاہی فرمان جاری کیا اور لکھنو کے محلہ ''احاطہ چراغ بیگ'' میں ایک بڑا محل یا کوٹھی ان کو دے دی، انگریزوں کو غیر منقسم ہندوستان میں فرنگی بھی کہا جاتا تھا، اس لئے انگریزوں کی وجہ سے وہ کوٹھی ''فرنگی محل'' کہلاتی تھی اور پھر آگے چل کر فرنگی محل کی وجہ سے وہ پورا محلہ فرنگی محل کے نام سے مشہور ہوا۔ ایک عرصے کے بعد اورنگ زیب بادشاہ[1658-1707] کے دور میں ان کو اطلاع ملی کہ انگریزوں کی طرف سے شاہی فرمان میں دی گئی ان شرائطوں کی خلاف ورزی کی گئی ہے جو جہانگیر نے اپنے دور میں طے کیں تھیں اس پر اورنگ زیب نے وہ کوٹھی ضبط کر لی اور بعدازاں اسی فرنگی محل کا ایک حصہ ملا نظام الدین سہالویؒ کو رہائش کے لئے دیا، اور ایک حصے میں اورنگ زیب کے مشورے پر انہوں نے اپنا حلقہ درس قائم کیا جو تاریخ میں مدرسہ فرنگی محل کے نام سے مشہور ہوا۔ اس درس گاہ کے فارغ التحصیل علماء تاریخ میں علمائے فرنگی محل کہلائے۔ اس مدرسہ فرنگی محل میں ملا نظامی الدین کا مرتب کردہ نصاب تعلیم رائج تھا جو ان کی نسبت سے درس نظامی کے نام سے مشہور تھا(۴)۔

''درس نظامی'' اورنگ زیب عالمگیر کے دور حکومت میں برصغیر پاک وہند میں پروان چڑھا جو کئی ایک تبدیلیوں کے ساتھ آج بھی برصغیر پاک وہند کے دینی مدارس میں رائج ہے۔ ملا نظام الدین سہالوی کا مرتب کردہ درس نظامی حسب ذیل ہے(۵):

نمبر شمار	نام علم وفن	تفصیل کتب ومصنفین
۱	تفسیر	**جلالین**: جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ / 1505ء) وجلال الدین محلی (م ۸۶۴ھ / 1459ء)، **بیضاوی**: ناصر الدین بیضاوی (م ۶۸۵ھ / 286ء)
۲	حدیث	**مشکوۃ المصابیح** (مکمل): ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ (م ۷۶۰ھ)
۳	فقہ	**ہدایہ**: علامہ برہان الدین مرغینانی (م ۵۹۳ھ / 1197ء)، **شرح وقایہ** (ثانی): عبیداللہ بن مسعود، صدر الشریعہ (م ۷۴۷ھ / 1346ء)

۴	اصول فقہ	**توضیح وتلویح**: سعدالدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ/1389ء)، **نورالانوار**: شیخ احمد بن ابی سعید، ملاجیون (م ۱۱۳۰ھ/1718ء)، **مسلم الثبوت**: قاضی محب اللہ بہاری (م ۱۱۱۹ھ/1707ء)
۵	نحو	**نحو میر**: سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ/1413ء)، **شرح مائۃ عامل**: حسین بن عبداللہ نوقانی (م ۹۲۶ھ/1520ء)، **ہدایۃ النحو**: ابوحیان، محمد بن یوسف بن علی (م ۷۴۵ھ/1344ء)، **کافیہ**: ابن حاجب (م ۶۴۶ھ/1249ء)، **شرح جامی**: نورالدین عبدالرحمٰن جامی (م ۸۹۸ھ/1492ء)
۶	صرف	**میزان**: ملاحمزہ بدایونی، **منشعب**: ملاحمید الدین کاکوری (م ۱۲۱۵ھ/1801ء)، **صرف میر**: سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ/1413ء)، **پنج گنج**: سراج الدین اودھی (م ۷۵۸ھ)، **زبدہ**: ظہیر بن محمود بن مسعود علوی، **فصول اکبری**: قاضی علی اکبر حسینی آلہ آبادی (م ۱۰۹۰ھ/1678ء)، **شافیہ**: ابن حاجب (۶۴۶ھ/1249ء)
۷	بلاغت	**مختصر المعانی**: سعدالدین تفتازانی (۷۹۶ھ/1389ء)، **مطول**: سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی (م ۷۹۲ھ/1389ء)
۸	کلام	**شرح عقائد نسفی**: سعد الدین تفتازانی، **شرح عقائد جلالی**: جلال الدین دوانی (م ۹۰۸ھ/1502ء)، **شرح مواقف**: سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ/1413ء)، **رسالہ میر زاہد**: میر محمد زاہد ہروی (م ۱۱۰۱ھ/1690ء)
۹	منطق	**قطبی**: قطب الدین رازی، سلم العلوم: قاضی محب اللہ بہاری، **میر قطبی**: میر سید شریف جرجانی، **صغریٰ**: میر سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ/1413ء)، **کبریٰ**: میر سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ/1413ء)، **ایساغوجی**: اثیر الدین ابہری (۷۴۵ھ/1344ء)، **تہذیب**: سعدالدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ/1389ء)، **شرح تہذیب**: عبداللہ یزدی (۹۸۱ھ/1575ء)

۱۰	فلسفہ حکمت	**شرح ہدایۃ الحکمۃ (میبذی)**: میر حسین میبذی (م۱۰۹۶ھ/1685ء)، **صدرا**: صدرالدین محمد بن ابراہیم (م۱۰۵۱ھ/1640ء)، **شمس بازغہ**: ملا محمود بن شیخ محمد بن شاہ محمد فاروق جون پوری (م۱۰۶۲ھ/1652ء)
۱۱	ریاضی	**خلاصہ الحساب**: بہاء الدین عاملی (م۱۰۳۱ھ/1622ء) **تحریر اقلیدس**: خواجہ نصیرالدین طوسی (م۶۷۲ھ/ 1275ء)، **تشریح الافلاک**: بہاء الدین عاملی (م۱۰۳۱ھ/ 1622ء)، **رسالہ قوشجیہ**: علاء الدین قوشجی (م۸۷۹ھ/ 1474ء)، **شرح چغمینی**: علامہ موسیٰ پاشا رومی (م۸۲۳ھ تا ۸۴۱/ 1437 تا 1419ء)

یہ نصاب تعلیم ہندوستان میں مختلف مسلم ادوار میں سرکاری سرپرستی میں اعلیٰ دینی تعلیم کے رائج مختلف نصاب ہائے تعلیم کی ترقی یافتہ شکل تھی۔ ذیل میں درس نظامی کے پیش رواُن مرکزی نصابوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہوں نے درس نظامی کی تشکیل میں بنیادوں کا کردار ادا کیا ہے۔

ا: درس نظامی کی تشکیلی بنیادوں کا نصاب اول:

ہندوستان میں صحیح معنوں میں اسلامی حکومت کی بنیاد سلطان محمود غزنوی نے رکھی جس نے ۱۰۲۱ء میں پنجاب کو فتح کر کے اپنی حکومت میں شامل کیا اور پھر رفتہ رفتہ تمام ہندوستان کو اپنی سلطنت میں شامل کیا۔ وہ علم ودانش کا دلدادہ تھا، اس نے دوردراز ایشیائی ممالک کے علماء کو اپنے دربار میں جمع کیا۔ خود بھی فارسی اور عربی کا عالم تھا۔ محمود غزنوی کے زمانے میں غزنی علم وفضل کا مرکز تھا(۶)۔ اسلامی ممالک میں مساجد کے پہلو بہ پہلو مدارس ومکاتب کے قیام کا عام رواج تھا، محمود غزنوی اور اس کے امراء کے ذریعہ یہ طریقہ ہندوستان میں بھی رائج ہوا۔ برصغیر کو غزنوی سے صرف مساجد میں مدارس قائم کرنے کی روایت ہی ورثے میں نہیں ملی بلکہ یہ مدرسے ایک پورا نظام تعلیم بھی اپنے ساتھ لائے۔ برصغیر میں سلطان محمود غزنوی کے زیر اثر اعلیٰ دینی تعلیم کا جو نصاب تشکیل پایا وہ نو مختلف علوم [تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تصوف، ادب، نحو، کلام اور منطق] پر مشتمل تھا(۷)۔ تاہم مرکزی مضامین میں کوئی تبدیلی لائے بغیر محمود غزنوی کے بعد کے عرصے میں کتب مجوزہ میں اضافے کئے جاتے رہے جیسا کہ نیچے دیئے ہوئے جدول میں بعض وہ کتابیں شامل نظر آرہی ہیں جو سلطان محمود غزنوی کے بعد کی تصنیف کردہ ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے زیرِ اثر جو نصابِ تعلیم رواج پایا اسے ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے(۸)۔

نمبر شمار	نام علم وفن	تعداد کتب	تفصیل کتب و مصنفین
۱	تفسیر	۳	درج ذیل تفاسیر کے منتخب حصے: **مدارک**: ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی (م ۷۱۰ھ / 1310ء)، **بیضاوی**: ناصر الدین، عبد اللہ بن عمر بیضاوی (م ۶۸۵ھ/ 1286ء)، **کشاف**: ابوالقاسم محمود بن عمر جاراللہ زمخشری (م ۵۲۸ھ/ 1134ء)
۲	حدیث	۲	**مشارق الانوار**: رضی الدین ، حسن بن حسن صغانی (م1252ء)، **مصابیح السنۃ** (مشکوۃ کا متن): محی السنۃ حسین بن مسعود فراء بغوی (م ۵۱۶ھ/ 1122ء)
۳	فقہ	۱	**ہدایہ**: علامہ برہان الدین مرغینانی (م ۵۹۳ھ/ 1197ء)
۴	اصول فقہ	۲	**منا رالانوار**: ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی (م ۷۱۰ھ/ 1310ء)، **اصول بزدوی**: علامہ علی ابوالحسن بزدوی
۵	تصوف	۴	**عوارف المعارف**: شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ/ 1234ء)، **فصوص الحکم**: ابن عربی شیخ ابو بکر محی الدین محمد بن علی (م 1240ء)، **نقد النصوص**: نور الدین عبد الرحمٰن جامی (م 1492ء)، **لمعات**: فخر الدین ابراہیم ہمدانی (م ۶۸۸ھ/ 1289ء)
۶	ادب	۱	**مقامات حریری**: ابو محمد قاسم بن علی حریری (م ۵۱۶ھ/ 1122ء)
۷	نحو	۴	**مصباح**: ابوبکر عبد القادر بن عبد الرحمٰن جرجانی، **کافیہ**: ابن حاجب، ابوعمرو، عثمان بن عمر (م ۶۴۶ھ / 1249ء)، **لب الالباب**: عبداللہ بن عمر، ناصر الدین بیضاوی (م ۶۸۵ھ/ 1286ء)، **ارشاد**: شہاب الدین دولت آبادی (م ۸۴۹ھ/ 1445ء)
۸	کلام	۲	**شرح صحائف**: سمرقندی، **تمہید**: ابوشکور سالمی حصاری
۹	منطق	۱	**قطبی**: قطب الدین رازی (م ۸۶۶ھ/ 1364ء)

یہ نصاب ہندوستان کا پہلا دینی نصاب ہے لہٰذا ذیل میں اس کا عمومی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ چونکہ اس نصاب کا بنیادی تصور پر غزنی اور غور سے آیا تھا جہاں فقہ اور اصول فقہ کا زور تھا اور معقولات سے اس قدر رغبت نہ تھی اس لئے اس نصاب میں مذہبی مضامین کا حصہ زیادہ ہے۔

۲۔ مدارس کا اعلیٰ نصاب مختلف نو علوم وفنون/ مضامین پر مشتمل تھا۔ علوم عالیہ کے پانچ مضامین (تفسیر، حدیث، فقہ اصول فقہ اور تصوف) شامل تھے اور علوم عقلیہ کے دو مضامین (کلام ومنطق) جبکہ علوم شرعیہ کے لئے معاون مضامین یا علوم آلیہ کی تعداد بھی دو (نحو وادب) تھی۔ اس طرح نو علوم وفنون میں خالص علوم شرعیہ کا تناسب 56% (چھپن فی صد)، علوم عقلیہ وعلوم آلیہ کا تناسب 22%,22% تھا۔

۳۔ نصاب میں بیشتر مضامین کی تعلیم وتدریس کے لئے مقررہ یا مجوزہ کتب کی تعداد میں اضافے ہوتے رہے۔ چنانچہ کتب کی تعداد ایک اور بعض جگہ ایک سے زائد ہمیں نظر آتی ہے جیسا کہ مذکورہ جدول (table) سے واضح ہوتا ہے۔

۴۔ نو علوم وفنون کے لئے مجوزہ ومقررہ کتب کی کل تعداد 22 تک رہی جن میں علوم شرعیہ کے کتب کی تعداد بارہ 12 تھی جو کل کتب کا 60% (ساٹھ فی صد) بنتا ہے۔ علوم عقلیہ کے لئے کتب کی تعداد تین تھی جو کل کتب کا 15% بنتا ہے جبکہ علوم آلیہ کے کتب کی تعداد پانچ تھی جو کل کتب کا 25% بنتا ہے۔ اس طرح گویا نصاب میں علوم عالیہ کو اولین حیثیت دی گئی تھی اور پھر علوم آلیہ وعقلیہ کو علی الترتیب دوم وسوم حیثیت دی گئی تھی۔

درس نظامی کی تشکیل میں اس نصاب کا کردار:

مذکورہ بیان کردہ نصاب کو ہم ہندوستان کا پہلا دینی نصاب کہہ سکتے ہیں جس نے بعد ازاں درس نظامی کی تشکیل کے لئے خشت اول کا کام کیا۔ درس نظامی کی تشکیل میں اس نصاب کا درج ذیل حصہ ہے:

۱۔ فن تفسیر کے مقررہ تفاسیر میں سے "مدارک" اور "بیضاوی" کو درس نظامی کے نصاب میں لیا گیا۔

۲۔ فقہ کے لئے مقررہ کتاب "ہدایہ" کو درس نظامی کے نصاب فقہ میں رکھا گیا۔

۳۔ نحو کے فن کی کتب میں سے "کافیہ" کو شامل نصاب کیا گیا۔

۴۔ فن منطق کی کتاب "قطبی" کو درس نظامی میں لیا گیا۔

۲: درس نظامی کی تشکیل میں سکندر لودھی[1489-1517] کے دور کے نصاب کا کردار:

برصغیر پاک وہند کے مدارس دینیہ کے نصاب میں علوم عقلیہ کی ترویج واشاعت کا سہرا ہندوستان کے لودھی سلاطین (855 تا 930ھ --- 1451 تا 1526ء) کے سلطان سکندر لودھی[1489-1517] کو جاتا ہے جو اپنے خاندان کا ممتاز ترین حکمران تھا۔ اس کے دور حکومت میں نویں صدی ہجری کے آخر میں دو بھائی

شیخ عبداللہ تلنبی [متوفی: ۱۵۱٦ء] اور شیخ عزیز اللہ ملتان سے دہلی تشریف لے آئے (۹)۔ سکندر لودھی نے دونوں بھائیوں کا ان کے شایانِ شان استقبال کیا شیخ عبداللہ کو دہلی اور شیخ عزیز اللہ کو مراد آباد بھیج دیا۔ ان حضرات کے فضل وکمال اور سکندر کی قدر شناسی سے پورے ہندوستان میں ان حضرات کا علمی چرچہ ہونے لگا، ان حضرات نے پچھلے نصاب میں کچھ تبدیلی کی اور علوم عقلیہ کی کتابوں کا اضافہ کیا۔ سکندر لودھی کے دور میں درج ذیل نصاب تعلیم تشکیل پایا (۱۰)۔

نمبر شمار	نام علم وفن	تعداد کتب	تفصیل کتب ومصنفین
1	تفسیر	3	درج ذیل تفاسیر کے منتخب حصے: **مدارک**: ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی (م ۷۱۰ھ/1310ء)، **بیضاوی**: ناصرالدین عبد اللہ بن عمر بیضاوی (م ۶۸۵ھ/1286ء)، **کشاف**: محمود بن عمر جار اللہ زمخشری (م ۵۲۸ھ/1134ء)
2	حدیث	2	**مشارق الانوار**: رضی الدین حسن بن حسن صغانی (م1252ء)، **مصابیح السنۃ** (مشکوۃ کا متن): محی السنۃ حسین بن مسعود فراء بغوی (م۵۱٦ھ/1122ء)
3	فقہ	2	**ہدایہ**: علامہ برہان الدین مرغینانی (م۵۹۳ھ/1197ء)، **شرح وقایہ** (ثانی): عبیداللہ بن مسعود صدر الشریعہ (م۷۴۷ھ/1346ء)
4	اصول فقہ	3	**منار الانوار**: ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی (م۷۱۰ھ/1310ء)، **اصول بزدوی**: علامہ علی ابوالحسن بزدوی، **تلویح**: سعد الدین تفتازانی (م۷۹۲ھ/1389ء)
5	تصوف	4	**عوارف المعارف**: شیخ شہاب الدین سہروردی (م۶۳۲ھ/1234ء)، **فصوص الحکم**: ابن عربی، شیخ ابوبکر محی الدین محمد بن علی (م1240ء)، **نقد النصوص**: نور الدین عبد الرحمٰن جامی (م1492ء)، **لمعات**: فخر الدین ابراہیم ہمدانی (م ۶۸۸ھ/1289ء)
6	اَدب	1	**مقامات حریری**: قاسم بن علی حریری (م۵۱٦ھ/1123ء)

7	نحو	5	**مصباح:** ابوبکر عبد القاہر بن عبد الرحمٰن جرجانی، **کافیہ:** ابن حاجب ابوعمرو عثمان بن عمر (م ۶۴۶ھ/ 1249ء)، **لب الالباب:** عبداللہ بن ابو الخیر ناصر الدین بیضاوی (م ۶۸۵ھ/ 1286ء)، **ارشاد:** شہاب الدین دولت آبادی (م ۸۴۹ھ/ 1445ء)، **شرح جامی:** نورالدین عبدالرحمٰن جامی (م ۸۹۸ھ/ 1492ء)
8	بلاغت	2	**مختصر المعانی:** سعدالدین تفتازانی (۷۹۲ھ/ 1389ء)، **مطول:** سعدالدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ/ 1389ء)
9	کلام	4	**شرح صحائف:** سمرقندی، **تمہید:** ابو شکور سالمی حصاری، **شرح عقائد نسفی:** سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ/ 1389ء)، **شرح مواقف:** سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ/ 1413ء)
10	منطق	1	**قطبی:** قطب الدین رازی (م ۸۶۶ھ/ 1364ء)

یہاں یہ بات افادہ سے خالی نہیں ہوگی کہ سکندر لودھی کے دور کے مذکورہ بالا نصاب کا اپنے سے پیش تر نصاب یعنی سلطان محمود غزنوی کے دور کے نصاب سے ایک تقابل پیش کیا جائے تا کہ نصابوں کا تسلسل سامنے آئے۔ چنانچہ اگر دونوں نصابوں کا تقابل کیا جائے تو درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱: سلطان محمود غزنوی کے نصاب میں کل نو علوم وفنون (مضامین) شامل تھے، جب کہ سکندر لودھی کے نصاب میں ایک نئے مضمون "بلاغت" کا اضافہ کرنے سے مضامین کی تعداد دس ہوئی۔

۲: سلطان محمود غزنوی کے نصاب میں کتب مقررہ/ مجوزہ کی کل تعداد بیس تھی جب کہ سکندر لودھی کے نصاب میں ان کی تعداد بڑھ کر اٹھائیس ہوگئی۔

۳: سلطان محمود غزنوی کے نصاب میں "نحو" کے مضمون کے لئے چار کتابیں مقرر تھیں جب کہ سکندر لودھی کے نصاب میں "شرح جامی" کے اضافے کے ساتھ نحو کے مضمون کے لئے کتب کی تعداد پانچ ہوگئی۔

۴۔ سلطان محمود غزنوی کے نصاب میں فقہ کی تدریس کے لئے صرف "ہدایہ" شاملِ نصاب رہا جب کہ سکندر لودھی کے نصاب میں اس کے ساتھ "شرح وقایہ" کا بھی اضافہ ہوا۔

۵: سلطان محمود غزنوی کے دور کے نصاب میں "اصول فقہ" کی تدریس کے لئے دو کتابیں تھیں جب کہ سکندر لودھی کے نصاب میں ان کے ساتھ "تلویح" کا اضافہ کر کے کتب مقررہ کی تعداد تین کی گئی۔

۶: چار مضامین (تفسیر، تصوف، حدیث اور ادب) کے کتب مقررہ میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا، چنانچہ

دونوں نصابوں میں ان مضامین کے لئے کتب مقررہ یکساں رہیں۔

۷: سکندر لودھی کے نصاب میں منطق کے مضمون میں ایک کتاب "شرح مطالع" کا اضافہ اور "کلام" کے مضمون میں دو مزید کتابوں کا اضافہ کیا گیا۔

سکندر لودھی کے نصاب میں سلطان محمود غزنوی کے دور کے نصاب سے کوئی کمی نہیں کی گئی بلکہ اسے باقی رکھتے ہوئے چند کتب کا اضافہ کیا گیا اس طرح سکندر لودھی کا نصاب سلطان محمود غزنوی کے دور کے نصاب ہی کا تسلسل ہے تاہم سکندر لودھی کا دور معقولات وفلسفہ کے عروج کا دور تھا، اور معقولات میں کمال ہی کو معیار فضیلت سمجھا جاتا تھا، اس لئے معقولی کتب کا اضافہ کیا گیا۔ ملا بدایونی اور مولانا غلام علی آزاد بلگرامی دونوں کی تحقیق یہ ہے کہ سکندر لودھی کے دور میں شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ نے ہندوستان میں معقولات متعارف کرائیں ورنہ ان سے پہلے لوگ منطق میں "قطبی" اور علم کلام میں "شرح صحائف" کے علاوہ کسی دوسری کتاب کا نام بھی مشکل سے جانتے تھے (۱۱)۔

درس نظامی کی تشکیل میں سکندر لودھی کے دور کے نصاب کا حصہ:

درس نظامی کی تشکیل میں سکندر لودھی کے دور کی درج ذیل کتب کو لیا گیا:

فقہ میں شرح وقایہ، اصول فقہ میں تلویح، کلام میں شرح عقائد نسفی اور شرح مواقف، نحو میں شرح جامی، بلاغت میں مطول و مختصر المعانی۔ اس طرح درس نظامی کی تشکیل کی بنیادوں میں سکندر لودھی کے دور کے نصاب کا بھی مناسب حصہ نظر آتا ہے۔

۳۔ نظامی کی تشکیل میں دور اکبری [1556-1605] کا کردار:

درس نظامی خاندان مغلیہ کے ایک متدین بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر [متوفی: فروری 1707] کے دور میں مرتب کیا گیا لیکن اس کی تشکیل میں دور اکبری کا بھی کردار رہا ہے چونکہ اکبر بادشاہ اور اورنگ زیب عالم گیر ایک ہی خاندان کے سربراہان مملکت تھے اس لئے دور اکبری کے نصاب کا تذکرہ قدرے وضاحت سے ہو جائے۔ اکبر مذہبی آزادی کا زبردست حامی تھا (۱۲)۔ اس وجہ سے اس کا دربار فلسفہ وحکمت کے علماء سے بھرا رہتا تھا۔ اکبر کو پتہ چلا کہ معقولات کا مشہور عالم میر فتح اللہ شیرازی بیجاپور آیا ہوا ہے تو اکبر نے والئی بیجاپور (عادل خان دکنی) کے نام ایک فرمان جاری کیا اور میر فتح اللہ شیرازی کو اپنے دربار میں بلوایا، اسے اپنے دربار میں منصب وزارت سے نوازا۔ فتح اللہ شیرازی ایران وخراسان وغیرہ کے علمائے متاخرین کی

تصانیف ہندوستان لائے اور انہیں حلقہء درس میں شامل کیا (۱۳)۔اس نے کئی مضامین و کتب کا نصاب میں اضافہ کیا، حکومتی سرپرستی اور علماء وقت کی عملی تائید سے میر فتح اللہ شیرازی کے تیار کردہ نصاب کو ہندوستان کے دینی نظام تعلیم میں قبولیت عام حاصل ہوئی۔

مغل دربار میں ایرانی علماء کی آمد اکبر کے دور سے نہیں بلکہ اس سے پہلے شروع ہو چکی تھی چنانچہ اس کے والد ہمایوں نے جب ۱۵۴۰ء میں شیر شاہ سوری سے شکست کھائی اور وہ ہندوستان کی طرف سے بالکل مایوس ہوگیا تو اس نے ایران کا رخ کیا۔ایران کا بادشاہ طہماسپ صفوی اس کے ساتھ بڑے حسن سلوک سے پیش آیا اور جب ایک عرصہ قیام کے بعد ہمایوں نے واپسی کا ارادہ ظاہر کیا تو اسے فوج دی جس کی مدد سے اس نے ۱۵۴۵ء میں قندہار اور ۱۵۵۰ء میں کابل فتح کیا۔۱۵۵۵ء میں ہندوستان آیا اور دہلی و آگرے پر قابض ہو گیا۔جب ہمایوں سفر ایران کے بعد ہندوستان واپس آیا تو اس کے ساتھ بے شمار ایرانی سپاہی، امراء اور علماء کا ایک گروہ تھا۔اس وقت سے ایران اور ہندوستان کے تعلقات دوستانہ ہو گئے۔اس سے پہلے بھی غزنوی خاندان کے وقت سے ہندوستانی مسلمانوں کی ادبی اور درباری زبان فارسی تھی اور ایران سے ماہرین علم وفن ہندوستان آتے رہتے تھے لیکن ہمایوں کے بعد یہ سلسلہ بہت وسیع ہو گیا۔ان ماہرین علم وفن کی آمد علوم وفنون کی اشاعت اور اسلامی تہذیب وتمدن کی تشکیل میں بہت مفید ثابت ہوئی اس طرح مغلیہ حکومت کے استحکام اور قرار میں بھی ایرانی ذہانت اور تدبر کو بڑا دخل تھا۔

ایرانی علماء و مفکرین کی ہندوستان آمد کا تجزیہ کرتے ہوئے اسلامی ہندو پاک کی مذہبی اور علمی تاریخ کے مشہور مؤرخ شیخ محمد اکرام کہتے ہیں کہ:

> عام طور پر شیعوں نے ملی مفاد کو مدنظر رکھا اور اپنی ذہانت، بلند نظری اور قابلیت سے ہماری تمدنی اور ادبی تاریخ میں کئی رنگین باب اضافہ کیے۔اہل سنت حضرات نے بھی بالعموم اُن سے دوستی اور رواداری کا سلوک کیا ہے اور غالب کو اردو کا بہترین شاعر، آزاد کو اردو کا بہترین نثر نگار اور رائٹ آنریبل سید امیر علی کو اسلام کا بلاد مغرب میں بہترین ترجمان سمجھتے، اس وقت کسی کو ایک لمحہ کے لئے خیال نہیں آتا کہ وہ شیعہ تھے یا سنی (۱۴)۔

ایرانی ثقافت اور ایرانی علمی سرمایہ کے متعلق علامہ اقبالؒ بھی بڑے پایہ کے خیالات رکھتے تھے، وہ کہتے ہیں:

> اگر مجھ سے سوال کیا جائے کہ تاریخ اسلام کا سب سے اہم واقعہ کون سا ہے تو میں بلا تامل اس کا یہ

جواب دوں گا کہ فتح ایران، معرکہ نہاوند نے عربوں کو نہ صرف ایک دل فریب سرزمین کا مالک بنادیا بلکہ ایک قدیم قوم پر مسلط کیا جو سامی اور آریائی مصالحے سے ایک نئے تمدن کا محل تعمیر کرنے کی قابلیت رکھتی تھی، ہمارا اسلامی تمدن سامی تفکر اور آریائی تخیل کے اختلاط کا ماحصل ہے جب ہم اس کے خصائل وشمائل پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نزاکت اور دل ربائی اسے اپنی آریہ ماں کے بطن سے اور اس کا وقار ومتانت اسے اپنے سامی باپ کے صلب سے ترکے میں ملا ہے، فتح ایران کی بدولت مسلمانوں کو وہی گراں مایہ متاع ہاتھ آئی جو تسخیر یونان کے باعث اہل روما کے حصے میں آئی تھی اگر ایران نہ ہوتا تو ہمارے تمدن کی تصویر بالکل یک رخی رہتی (۱۵)۔

دور اکبری میں میر فتح اللہ شیرازی کا تیار کردہ دینی نصاب درج ذیل تھا(۱۶):

نمبر شمار	نام علم وفن	تعداد کتب	تفصیل کتب ومصنفین
1	تفسیر	2	درج ذیل تفاسیر کے منتخب حصے: **مدارک**: ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی (م ۷۱۰ھ/ 1310ء)، **بیضاوی**: ناصر الدین عبداللہ بن عمر بیضاوی (م ۶۸۵ھ/ 1286ء)
2	حدیث	3	**مشکوٰۃ المصابیح** (مکمل): ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ (م ۷۶۰ھ)، **شمائل ترمذی** (مکمل): امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ/ 901ء)، **صحیح بخاری** (کچھ حصے): امام محمد بن اسماعیل بخاری (م ۲۵۶ھ/ 878ء)
3	فقہ	2	**ہدایہ**: علامہ برہان الدین مرغینانی (م ۵۹۳ھ/ 1197ء)، **شرح وقایہ** (ثانی): عبیداللہ بن مسعود صدرالشریعہ (م ۷۴۷ھ/ 1413ء)
4	اصول فقہ	3	**حسامی**: حسام الدین، محمد بن محمد بن عمر (م ۶۴۴ھ/ 1247ء)، **توضیح**: سعدالدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ/ 1389ء)، **تلویح**: سعدالدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ/ 1389ء)

5	تصوف	5	**عوارف المعارف**: شیخ شہاب الدین سہروردی (م۶۳۲ھ/1234ء)، **شرح رباعیات جامی، رسائل نقشبندیہ، مقدمہ نقد النصوص**: نورالدین جامی (م1492ء)، **مقدمہ شرح لمعات**: فخر الدین ابراہیم ہمدانی (م۶۸۸ھ/1289ء)
6	نحو	2	**کافیہ**: ابن حاجب، امام جمال الدین (م۶۴۶ھ/1249ء)، **شرح جامی**: نورالدین عبدالرحمٰن جامی (م۸۹۸ھ/1492ء)
7	بلاغت	2	**مختصر المعانی**: سعدالدین تفتازانی (۷۹۲ھ/1389ء)، **مطول**: سعدالدین تفتازانی (۷۹۲ھ/1389ء)
8	فلسفہ	1	**شرح ہدایت الحکمۃ (میبذی)**: میر حسین میبذی (م۱۰۹۶ھ/1685ء)
9	کلام	2	**شرح عقائد**: سعد الدین تفتازانی (م۷۹۲ھ/1389ء)، **حاشیہ خیالی**: شمس الدین احمد بن موسیٰ (م۸۶۰ھ/1456ء)، **شرح مواقف**: علی بن محمد سید شریف جرجانی (م۸۱۶ھ/1413ء)
10	منطق	2	**شرح شمسیہ (قطبی)**: قطب الدین رازی (م۸۶۶ھ/1364ء)، **شرح مطالع**: قاضی سراج الدین بن ابی بکر (م۶۸۹ھ/1291ء)
11	ہیئت		بعض مختصر رسائل
12	حساب		بعض مختصر رسائل
13	طب	1	موجز القانون: علاء الدین ابوالحزم القرشی (م۶۷۸ھ/1279ء)

نظامی کی تشکیل میں دور اکبری [1556-1605] کا حصہ:

دور اکبری میں حدیث کے نصاب میں اضافہ کردہ کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح''، اصول فقہ میں دور اکبری کی اضافہ کردہ کتاب ''توضیح'' اور فلسفہ وحکمت کی کتاب ''شرح ہدایۃ الحکمۃ'' کو درس نظامی میں لیا گیا اس طرح درس نظامی کی تشکیل کی بنیادوں میں دور اکبری کے نصاب سے بھی استفادہ کیا گیا۔

ذیل کے جدول سے بہ سہولت معلوم ہوگا کہ درس نظامی کی تشکیل کی بنیادوں میں کس نصاب کا کس قدر

حصہ ہے۔

الف: چاروں نصابوں میں کسی کتاب کی موجودگی کو علامت "☆" سے اور غیر موجودگی کو علامت "X" سے ظاہر کیا جارہا ہے۔

ب: مصنفین کے نام جاننے کے لئے سابقہ صفحات میں متعلقہ دور کے نصاب جدول کی طرف رجوع کیا جائے۔

فن نمبر	فن	کتاب	نصاب محمود غزنوی	نصاب سکندر لودھی	نصاب دور اکبری	درس نظامی
۱	تفسیر	۱: مدارک	☆	☆	☆	X
		۲: بیضاوی	☆	☆	☆	☆
		۳: کشاف	☆	☆	X	X
		۴: جلالین	X	X	X	☆
۲	حدیث	۱: مشارق الانوار	☆	☆	X	X
		۲: مصابیح السنۃ	☆	☆	X	X
		۳: مشکوٰۃ المصابیح	X	X	☆	☆
		۴: صحیح البخاری	X	X	☆	X
		۵: شمائل ترمذی	X	X	☆	X
۳	فقہ	۱: ہدایہ	☆	☆	☆	☆
		۲: شرح وقایہ	X	☆	☆	☆
۴	اصول فقہ	۱: منار الانوار	☆	☆	X	X
		۲: اصول بزدوی	☆	☆	X	X
		۳: تلویح	X	☆	☆	☆
		۴: توضیح	X	X	☆	☆
		۵: حسامی	X	X	☆	X
		۶: نور الانوار	X	X	X	☆
		۷: مسلم الثبوت	X	X	X	☆

۵	کلام	۱: شرح صحائف	☆	☆	X	X
		۲: تمہید شکور سالمی	☆	☆	X	X
		۳: شرح عقائد نسفی	X	☆	☆	☆
		۴: شرح مواقف	X	☆	☆	☆
		۵: دو حاشیہ خیالی	X	X	☆	X
		۶: شرح عقائد جلالی	X	X	X	☆
		۷: میر زاہد	X	X	X	☆
۶	تصوف	۱: عوارف المعارف	☆	☆	☆	X
		۲: فصوص الحکم	☆	☆	X	X
		۳: نقد النصوص	☆	☆	X	X
		۴: لمعات	☆	☆	X	X
		۵: رسائل نقشبندیہ	X	X	☆	X
		۶: شرح رباعیات	X	X	☆	X
		۷: مقدمہ شرح لمعات	X	X	☆	X
		۸: مقدمہ نقد النصوص	X	X	☆	X
۷	نحو	۱: مصباح	☆	☆	X	X
		۲: کافیہ	☆	☆	☆	☆
		۳: لب الالباب	☆	☆	X	X
		۴: ارشاد	☆	☆	X	X
		۵: شرح جامی	X	☆	☆	☆
		۶: نحو میر	X	X	X	☆
		۷: شرح مائۃ عامل	X	X	X	☆
		۸: ہدایۃ النحو	X	X	X	☆
۸	صرف	۱: میزان	X	X	X	☆
		۲: منشعب	X	X	X	☆

		۳:صرف میر	X	X	X	☆
		۴:پنج گنج	X	X	X	☆
		۵:زبدہ	X	X	X	☆
		۶:فصول اکبری	X	X	X	☆
		۷:شافیہ	X	X	X	☆
۹	ادب	مقامات حریری	☆	☆	X	X
۱۰	بلاغت	۱:مطول	X	☆	☆	☆
		۲:مختصر المعانی	X	☆	☆	☆
۱۱	منطق	۱:قطبی	☆	☆	☆	☆
		۲:شرح مطالع	X	☆	☆	X
		۳:صغریٰ	X	X	X	☆
		۴:کبریٰ	X	X	X	☆
		۵:ایساغوجی	X	X	X	☆
		۶:تہذیب	X	X	X	☆
		۷:شرح تہذیب	X	X	X	☆
		۸:سلم العلوم	X	X	X	☆
۱۲	فلسفہ/حکمت	۱:شرح ہدایۃ الحکمۃ امیذی	X	X	☆	☆
		۲:صدرا	X	X	X	☆
		۳:شمس بازغہ	X	X	X	☆
۱۳	طب	موجز القانون	X	X	☆	X
۱۴	ریاضی	۱:خلاصۃ الحساب	X	X	X	☆
		۲:تحریر اقلیدس	X	X	X	☆
		۳:تشریح الافلاک	X	X	X	☆
		۴:رسالہ قوشجیہ	X	X	X	☆
		۵:شرح چغمینی	X	X	X	☆

خلاصہ بحث:

زیرنظر مقالہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر[1658-1707] کے دور میں ملا نظام الدین سہالوی (متوفی: مئی 1748ء) کے مرتب کردہ نصاب کی تشکیل میں اورنگ زیب عالمگیر سے پیش رو مختلف ادوار کے کئی نصابوں نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اس طرح درس نظامی کا نصاب ہندوستان میں مختلف مسلم ادوار میں سرکاری سرپرستی میں رائج مختلف نصابوں کی ترقی یافتہ شکل تھی چنانچہ درس نظامی کی تشکیل کی اس بنیادی خصوصیت کا تقاضہ ہے کہ اس نصاب کے حاملین کسی جمود پر اسرار کے بغیر معاصرانہ ضروریات ومقتضیات کو اپنے نصاب کا لازمی حصہ بنائیں کیونکہ یہی درس نظامی کی روح کا تقاضہ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ملا نظام الدین سہالویؒ کے حالات زندگی، خاندانی پس منظر اور نصاب کے لئے درج ذیل کی طرف رجوع کیا جائے:

اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جامعہ پنجاب لاہور، طبع دوم، ۲۰۰۲ء، ۲۲/ ۳۳۵-۳۵۹

مآثر الکرام: غلام علی آزاد، آگرہ، ۱۹۱۰ء، ۱/ ۲۲۰-۲۲۴

سبحۃ المرجان: غلام علی آزاد، آگرہ، ص ۹۴

مقالات شبلی: شبلی نعمانی، اعظم گڑھ، ۱۹۳۲ء، ۳/ ۹۱-۱۲۵

نزہۃ الخواطر: حکیم عبدالحئ، حیدرآباد (دکن)، ۱۹۵۷ء، ۶/ ۲۳۰ ومابعد، وص ۳۸۳-۳۸۵

تذکرہ علمائے ہند: رحمان علی، ایوب قادری کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۳۹۰ ومابعد

رود کوثر: شیخ محمد اکرام، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۶۰۳-۶۰۸

ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں: ابوالحسنات ندوی، امرتسر، ۱۳۴۱ھ، ص ۳۹-۴۱، ۹۴-۱۰۷، ۱۲۴-۱۲۹۔

احوال علمائے فرنگی محل: شیخ الطاف الرحمٰن، لکھنؤ، ص ۹ ومابعد وص ۷۷

۲۔ مقالات شبلی، ۳/ ۹۱-۱۲۵

۳۔ ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو: سید سلمان حسینی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۲۰۰۴ء، ص ۸۵

۴۔ مسلمانوں کا دینی وعصری نظام تعلیم: خطبات وتقاریر: ڈاکٹر محمود احمد غازی مرتب ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن، الشریعہ اکیڈمی گوجرانوالہ ۲۰۰۹ء، ص ۲۱۰-۲۰۹

۵۔ تذکرہ مصنفین درس نظامی: پروفیسر اختر راہی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۱۸

۶۔ مسلم ثقافت ہندوستان میں: عبدالمجید سالک، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ص ۶۵

۷۔ ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں، ص ۹۸

۸۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت: مناظر احسن گیلانی، دہلی ۱۹۴۴ء، ۱/ ۳۱۷

۹۔ شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ خانیوال کے تلنبہ نامی گاؤں کے رہنے والے تھے، عبداللہ پہلا ہندوستانی عالم ہے جس نے ہندوستان میں فلسفہ کے مطالعہ کو فروغ دیا۔عبداللہ کے علم وفضل کی وجہ سے سکندر لودھی ان کی بہت عزت کرتا تھا اور جب وہ درس دیتا ہوتا تو سکندر لودھی نہایت خاموشی سے درس گاہ کے ایک کونے میں خاموشی سے بیٹھ جاتا تاکہ درس میں کوئی خلل نہ ہو۔ ملاحظہ ہو: عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ: ڈاکٹر زبید احمد، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۱۴۱

۱۰۔ ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں، ص ۹۴

۱۱۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، ۱/ ۳۱۷

۱۲۔ مشہور ہے کہ اکبر بادشاہ نے ایک نیا دین "دین الٰہی" ایجاد کیا تھا۔نہایت افسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کو ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس کی زندگی کے ابتدائی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شدت کے ساتھ اسلامی عبادات کا پابند تھا۔سفر وحضر میں جماعت بھی ترک نہیں ہوتی تھی۔علم دین اور علماء دین کا احترام کرتا تھا بلکہ علماء کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا۔جمعہ کی پوری رات علماء و مشائخ کی صحبت میں گزارتا تھا۔اپنے بیٹے شہزادہ سلیم کا نام شیخ سلیم چشتیؒ کے نام پر رکھا تھا۔انہی شیخ سلیم چشتیؒ کے پڑوس میں رہنے کی غرض سے فتح پور کو دارالسلطنت بنایا تھا۔وہ بادشاہ جو اس قدر دین دار ہو آخر کار وہ ایک نیا دین "دین الٰہی" گھڑ لیتا ہے یہ لائق توجہ بات ہے۔اس کی تفصیل کے لئے مولانا سید میاں کی تصنیف "علماء ہند کا شاندار ماضی (حصہ اول)" اور شیخ محمد اکرام کی تصنیف "رود کوثر" لائق مطالعہ ہیں۔

۱۳۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، ۱/ ۱۹۵-۱۹۶

۱۴۔ رودکوثر: شیخ محمد اکرم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۳۵

۱۵۔ مقالات اقبال: سید عبدالواحد معینی مؤلف شیخ محمد اشرف لاہور، ۱۹۶۳ء، ص ۱۲۵، ۱۲۶

۱۶۔ برصغیر پاک و ہند کے قدیم عربی مدارس کا نظام تعلیم: پروفیسر بختیار حسین صدیقی، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۱۶